سوال

(110) باپ کی موجودگی میں چچا کی ولایت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

لڑکی چچازاد کے ساتھ شادی شدہ ہے۔ اس کے خاوند نے نئی شادی کرلی اوراپنی اس پہلی بیوی کو طلاق دے دی۔ یہ مطلقہ اپنے چچا یعنی سسر کے پاس رہ رہی ہے۔ اب اس مطلقہ کے سسرال اس کے طلاق دینے والے خاوند کے چھوٹے بھائی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ جبکہ لڑکی کے والدین اس پر رضامند نہیں ہیں۔ کیا یہ نکاح صحیح ہوسکتا ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

یہ نکاح درست نہیں ہے اس لئے کہ عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کرسکتی اور قریبی ولی کی موجودگی میں دوروالا عزیز ولی نہیں بن سکتا اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَإِذا طَلَّقتُمُ النِّساءَ فَبَلَغنَ أَجَلَهُنَّ فَلا تَعضُلوهُنَّ أَن يَنكِحنَ أَزوٰجَهُنَّ إِذا تَرٰضَوا بَينَهُم بِالمَعروفِ...﴿٢٣٢﴾... البقرة

''جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو انہیں اپنے زیر تجویز شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جبکہ وہ معروف طریقے سے باہم نکاح پر راضی ہوں''۔ (بقرہ: ۲۳۲)

اس آیت میں اولیاء کو خطاب ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو منع کردیا ہے کہ وہ عورتوں کو ان کی مدت ختم ہونے کے بعد شادی سے روکیں۔ اگر عورت پر اولیاء کا اختیار نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کو روکنے کی کیا ضرورت تھی۔ امام شافعی فرماتے ہیں:

"ہذہ أبین فی اشتراط الولی إلا لما کان لعضلہ معنی"

''یہ آیت عورت کے نکاح میں ولی کی شرط لگانے کے لئے واضح ترین دلیل ہے''

ورنہ (لا تعضلوھن) بے معنی ہوکر رہ جاتا ہے۔ امام ابن کثیر، ابن العربی اور امام قرطبی سے بھی اس طرح کا قول مذکور ہے۔ حدیث میں ہے جو کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

((قال رسول اللہ علیہ وسلم لا نکاح إلا بولی))

''ولی کے بغیر نکاح درست نہیں ہے''

ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابنِ ماجہ، ابنِ حبان اورامام حاکم کے علاوہ ابنِ القیم نے بھی تہذیب السنن میں اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ علامہ ناصر الدین البانی بھی اس کے صحیح ہونے کے قائل ہیں۔ دوسری حدیث میں ہے جوکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے فرماتی ہیں:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أیما امرأۃ نکحت بغیر إذن ولیھا فنکاحھا باطل فنکاحھا باطل فنکاحھا باطل))

''کہ جونسی عورت بھی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرتی ہے تو اس کا نکاح باطل ہے، باطل ہے، باطل ہے''۔ (صحیح الجامع الصغیر، مستدرک حاکم وسنن الترمذی وقال حسن)

علامہ ناصر الدین البانی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ مسئلہ مسئولہ میں اگرچہ لڑکی کا چچا بھی س کے اولیاء میں شامل ہے لیکن والد کی موجودگی میں وہ ولی نہیں کیونکہ جب قریبی ولی موجود ہو تو دور والے عزیز کی ولایت کا اعتبار نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کی ولایت جائز ہے جیسا کہ امام ابنِ قدامہ فرماتے ہیں:

''إن زوج المرأۃ الولی الأبعد مع حضور الولی الأقرب بغیر إذنہ فأجابہ إلی زواجھا فالعقد فاسد''

''اگر عورت کا دور والا ولی قریبی ولد کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر عورت کا نکاح کردیتا ہے تو یہ نکاح فاسد ہے خواہ عورت اس کو قبول ہی کرلے'' (المغنی لابن قدامہ ج ۷، ص ۳۶۴، معجم الفقہ الحنبلی ج ۲، ص ۹۸۴)

کیونکہ ولی ہونا تعصیب سے ہے جس طرح قریبی عصبہ کے ہوتے ہوئے دور والے عصبات محروم ہوتے ہیں اسی طرح قریبی ولی کی موجودگی میں دور والے کو اس کا اختیار نہیں ہے اور میراث میں یہ ترتیب صحیح حدیث سے ثابت ہے اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ قریبی ولی دوسرے اولیاء سے عورت کی مصلحت پر زیادہ حریص ہوتا ہے اور اس پر شفقت اور رحم کے لحاظ سے بھی دوسروں سے زیادہ قریب ہے۔ اس لئے یہ حق صرف اسی کو ہونا چاہیے ہاں اگر یہ خود کسی دوسرے کو اجازت دے دیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ج1

محدث فتویٰ